بین المذاہب ہم آہنگی قرآن کی نظر میں

ڈاکٹر ندیم عباس*

خلاصہ:

قرآن ایک مکمل ضابطہ حیات ہے انفرادی اور اجتماعی زندگی کے تمام اصول قرآن میں بتا دیئے گئے ہیں۔آج مسلم معاشروں میں بین المذاہب ہم آہنگی کا فقدان نظر آتا ہے ۔ مسلم معاشروں میں رہنے والے غیر مسلم اس مثالی بین المسالک ہم آہنگی کے معاشرے سے کوسوں دور ہیں جس کا تصور قرآن مجید میں دیا گیا ہے۔قرآن مجید غیر مسلموں کو کئی اعتبار سے تقسیم کرتا ہے کچھ ایسے مذاہب ہیں جو شرک و کفر کی بنیاد پر قائم ہیں اور توحید سے دور ہیں اسلام نے بنی آدمؑ ہونے کی حیثیت سے ان کے حقوق کی تعیین کی ہے اور ان کی آدمیت کا خیال رکھا ہے، کسی کو یہ حق نہیں دیا کہ وہ کسی انسان کی توہین کرے۔دوسرے وہ مذاہب ہیں جو توحید کے قائل ہیں اسلام نے ان کو کھلی دعوت دی ہے کہ آؤ جس خدائے واحد کو تم ایک تسلیم کرتے ہو ہم بھی اسی خدائے واحد کی پرستش کرتے ہیں،اس بنیادی عقیدے میں اتفاق کی وجہ سے باہمی تعاون پر مبنی ایک ایسے معاشرے کی بنیاد رکھیں جس میں ہم سب کے حقوق برابر ہوں۔عصر حاضر میں اقلیتوں کو مختلف معاشرتی اہانتوں اور مسائل کا سامنا ہے انہیں برے ناموں سے پکارا جاتا ہے،ان کی عبادتگاہوں پر حملے ہوتے ہیں،ان پر توہین رسالت کے الزامات لگا کر عدالت جانے سے پہلے قتل کر دیا جاتا ہے۔ان تمام چیزوں کو قرآن کے احکامات کی روشنی میں دیکھنے کی ضرورت ہے تاکہ ہمیں قرآن سے درست رہنمائی ملے اور ہم ایک ایسے معاشرے کی تشکیل میں کامیاب ہو جائیں جو ایک قرآنی معاشرہ ہو۔

کلیدی الفاظ: معاشرہ، مذاہب، ہم آہنگی، قرآن، اجتماعیت

* وزٹینگ فیکلٹی ممبر ایئر یونیورسٹی، اسلام آباد

مقدمہ

دنیا گلوبل ویلج کی صورت اختیار کر چکی ہے۔ مشرق و مغرب کے فاصلے مٹ چکے ہیں۔ کسی دور میں یہ ممکن ہوتا تھا کہ ایک مذہب یا نسل کے لوگ الگ ایک جگہ پر رہتے تھے، اس لیے انہیں کوئی مسئلہ نہیں ہوتا تھا۔ موجودہ دور میں انفرادی اور اجتماعی رابطوں کی صورتحال بہت بہتر ہو گئی ہے۔ اس کے جہاں بہت سے فائدے ہیں وہیں بہت سے مسائل بھی ہیں۔ معاشرے میں دیگر مذاہب کے ماننے والوں کے حقوق کے بارے میں زیادہ آگاہی نہیں ہے، لوگوں میں اسلامی تعلیمات کی ویسے ہی کمی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ لوگ چھوٹی چھوٹی غلط فہمیوں کی بنیاد پر غیر مسلموں کا استحصال کرتے ہیں۔ برے نام سے پکارتے ہیں، مال و جان کے تحفظ کا مسئلہ درپیش ہے، جبری تبدیلی مذہب کرائی جاتی ہے، مالی معاملات میں ان کا خیال نہیں رکھا جاتا۔ ان رویوں کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ مسلم معاشروں میں مقیم غیر مسلموں اور مسلمانوں کے درمیان تنازعات جنم لیتے ہیں۔ ان تنازعات نے عالم اسلامی پر بالعموم اور پاکستان پر بالخصوص گہرے اثرات مترتب کیے ہیں۔ ایسے میں اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم قرآن مجید کی روشنی میں غیر مسلموں اور مسلمانوں کے درمیان تعلقات کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ وہ کونسی بنیادیں ہیں جن پر قرآن کی روشنی میں عمل کر کے غیر مسلموں کے حقوق کا تحفظ کیا جا سکتا ہے۔ جب غیر مسلموں کو وہ تمام حقوق دے دیے جائیں گے جو قرآن نے ان کو دیے ہیں تو معاشرے میں بین المذاہب ہم آہنگی آئے گی۔

قرآن اور دوسرے مذاہب کو برا بھلا کہنا

قرآن مجید نے دوسرے مذاہب کے لوگوں کے ساتھ اچھا رویہ اپنانے کی تاکید کرتا ہے۔ قرآن نے مسلمانوں کو اپنے رویوں کو معتدل رکھنے کا حکم دیا ہے۔ آج معاشرے میں دوسرے مذاہب کے پیروکاروں کو ایسی باتوں سے معتوب کیا جاتا ہے جس پر ان کا ایمان ہی نہیں ہے۔ اس سے معاشرے میں رد عمل پیدا ہوتا ہے۔ قرآن مجید نے معاشرے میں مذہبی فسادات کو جڑ سے کاٹنے کے لیے ایک اصول دیا ہے ارشادی باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ[1]

[1]۔ الانعام: ۱۰۸

اور (اے ایمان لانے والو!) یہ لوگ اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہیں انہیں گالیاں نہ دو، کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ شرک سے آگے بڑھ کر جہالت کی بنا پر اللہ کو گالیاں دینے لگیں۔

اس آیت میں واضح طور پر حکم دیا جا رہا ہے کہ کفار کے خداؤں کو جو کہ یقینا باطل پر ہیں برا نہ کہو کیونکہ جب تم برا بھلا کہو گے تو وہ لوگ رد عمل میں اپنی جہالت کی وجہ سے اللہ کو برا پکاریں گے۔اب کوئی ایسا کام کرے اور اس کے نتیجے میں لوگ خدا کے بارے میں غلط الفاظ استعمال کریں تو اس کا ذمہ دار وہ شخص ہو گا جس نے ان کے خداؤں کو برا کہا تھا۔

قرآن اور عقیدے کی آزادی

قرآن جس معاشرے کا تصور پیش کرتا ہے وہ آزادی عقیدہ کا معاشرہ ہے۔اس میں کسی کو بھی تبدیلی مذہب پر مجبور نہیں کیا جا سکتا قرآن مجید میں ارشاد باری تعالی ہے:

لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ[1]

دین کے بارے میں کوئی زبردستی نہیں۔

امام ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

لَا تُكْرِهُوا أَحَدًا عَلَى الدُّخُولِ فِي دِينِ الْإِسْلَامِ فَإِنَّهُ بَيِّنٌ وَاضِحٌ جَلِيٌّ دَلَائِلُهُ وَبَرَاهِينُهُ لَا يَحْتَاجُ إِلَى أَنْ يُكْرَهَ أَحَدٌ عَلَى الدُّخُولِ فِيهِ[2]

تم کسی کو دین اسلام میں داخل ہونے پر زبردستی نہ کرو کیونکہ دین اسلام کے دلائل واضح اور روشن ہیں یہ اس بات کا محتاج نہیں ہے کہ اس میں داخل ہونے کے لیے کسی پر زبردستی کی جائے۔

اس کے بعد جو اگلا مرحلہ آتا ہے قرآن مسلمانوں کو اس بات کی ہدایت دیتا ہے کہ دین قبول کرانے کے لیے زور زبردستی نہیں ہے دعوت ہے وہ قبول نہ کی جائے تو قرآن کہتا ہے:

لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ[3]

[1] ۔البقرۃ:۲۵۶

[2] - ابن كثير، أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي البصري ثم الدمشقي ، تفسير القرآن العظيم، دار طيبة للنشر والتوزيع،طبع ثانی۵ ۱۹۹۹ء،ج۱ ص۶۸۲

[3] ۔الکافرون:۶

تمہارے لیے تمہارا دین ہے اور میرے لیے میرا دین۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَقُلِ الْحَقُّ مِن رَّبِّكُمْ فَمَن شَاءَ فَلْيُؤْمِن وَمَن شَاءَ فَلْيَكْفُرْ[1]

صاف کہہ دو کہ یہ حق ہے تمہارے رب کی طرف سے، اب جس کا جی چاہے مان لے اور جس کا جی چاہے انکار کر دے۔

قرآن تعلیم دیتا ہے کہ مسلمانوں کا کام دعوت دینا ہے اور یہ بتانا کہ ہم رب کا پیغام دے رہے ہیں۔ کسی مسلمان کا یہ کام نہیں ہے کہ منوانے کے لیے کوئی زور زبردستی کرے بلکہ قرآن واضح طور پر کہہ رہا ہے جس کا جی چاہے وہ مانے اور جو نہ ماننا چاہے وہ اس میں آزاد ہے۔

وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكُوا وَمَا جَعَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا وَمَا أَنتَ عَلَيْهِم بِوَكِيلٍ[2]

اگر اللہ کی مشیت ہوتی تو (وہ خود ایسا بندوبست کر سکتا تھا کہ) یہ لوگ شرک نہ کرتے تم کو ہم نے ان پر پاسبان مقرر نہیں کیا ہے اور نہ تم ان پر حوالہ دار ہو۔

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمُ الْحَقُّ مِن رَّبِّكُمْ فَمَنِ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ وَمَن ضَلَّ فَإِنَّ مَا يَضِلُّ عَلَيْهَا وَمَا أَنَا عَلَيْكُم بِوَكِيلٍ[3]

اے محمدؐ، کہہ دو کہ لوگو، تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے حق آ چکا ہے اب جو سیدھی راہ اختیار کرے اس کی راست روی اسی کیلئے مفید ہے، اور جو گمراہ رہے اس کی گمراہی اسی کیلئے تباہ کن ہے اور میں تمہارے اوپر کوئی حوالہ دار نہیں ہوں.

وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَآمَنَ مَن فِي الْأَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيعًا أَفَأَنتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتَّىٰ يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ[4]

---

[1] -الکھف: ۲۹

[2] -الانعام: ۱۰۷

[3] -الکھف: ۲۸

[4] -الیونس: ۹۹

اگر تیرے رب کی مشیت یہ ہوتی (کہ زمین میں سب مومن وفرمانبردار ہی ہوں)
تو سارے اہل زمین ایمان لے آئے ہوتے پھر کیا تو لوگوں کو مجبور کرے گا کہ وہ
مومن ہو جائیں؟

آخری تین آیات میں اللہ نے قرآن میں عقیدے کی آزادی کے حوالے سے جو رہنمائی کی وہ بہت واضح ہے۔

۱. اگراللہ چاہتا تو سب مسلمان ہو جاتے۔
۲. دعوت کے بعد بھی اسلام نہیں لاتے تو یہ اپنی گمراہی کے خود ذمہ دار ہیں۔
۳. اللہ چاہتا تو یہ سب لوگ اسلام سے اگلے مرحلے یعنی ایمان میں داخل ہو جاتے۔

اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ہم صرف دعوت کو مکلف ہیں۔کسی کو اسلام یا ایمان میں داخل ہونے پر مجبور کرنا ہمارے لیے درست نہیں ہے اگر یہ مطلوب ہوتا تو اللہ تعالیٰ خود انہیں مجبور کرادیتا۔

اب ذرا پاکستان کی مجموعی صورت حال کا مشاہدہ کرتے ہیں جہاں ان واضح تعلیمات کے باوجود لوگ غیر مسلموں کو مذہب تبدیل کرنے پر مجبور کررہے ہیں۔

ڈان نیوز کی ایک رپورٹ بھی اس مسئلہ کو واضح کرتی ہے:

Human rights organisations estimate that around 1,000 women and young girls — largely from Hindu and Christian families, in Sindh and Punjab respectively — are forcibly converted every year after being kidnapped, and then married to Muslims.[1]

ہندو رہنما پتیا شیوانی بی بی سی سے بات کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ سندھ میں ہر ماہ بیس سے پچیس لڑکیوں کو مذہب چھوڑنے پر مجبور کیا جارہا ہے اور ایسی صورتحال پیدا کی جارہی ہے کہ ہندو کمیونٹی یہاں سے نقل مکانی کرلے۔اس سے پہلے سندھ اسمبلی میں اقلیتی رکن اسمبلی پیتامبر سیوانی نے ایوان میں ایک قرارداد پیش کی تھی، جس میں مطالبہ کیا گیا تھا کہ صوبائی حکومت اور وفاقی حکومت جبری شادیوں کے خلاف قانون سازی کریں۔[۲]

یہ مسائل اس لیے جنم لے رہے ہیں کہ بطور معاشرہ ہم قرآنی تعلیمات سے دور ہو گئے ہیں۔معاشرے میں بین المذاہب ہم آہنگی کے لیے قرآن کے مندرجہ بالا تصور کو عام کرنا ہوگا۔

---

[1] . https://www.dawn.com/news/1298681 date 25.02.2017 ، Date:04-03-2017 ،Time:9.30

[2]-http://www.bbc.com/urdu/pakistan/2012/03/120301_hindu_girl_conversion_as Date:04-03-2017 Time:2.53

قرآن اور غیر مسلموں کی عبادت گاہیں

قرآن مجید نے تمام مذاہب کی عبادت گاہوں کے تحفظ کی بات کی ہے۔ یہ بات ایک حقیقت کی طور پر ثابت ہو گئی ہے کہ جب کسی دوسرے کی عبادتگاہ کو نشانہ بنایا جاتا ہے تو وہ کہیں دوسری جگہ کسی اسلامی عبادتگاہ کو نشانہ بناتے ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ عبادتگاہوں سے متعلق ارشاد فرماتا ہے:

وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا وَلَيَنصُرَنَّ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ[1]

اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعے دفع نہ کرتا رہے تو خانقاہیں اور گرجا اور معبد اور مسجدیں، جن میں اللہ کا کثرت سے نام لیا جاتا ہے، سب مسمار کر ڈالی جائیں اللہ ضرور اُن لوگوں کی مدد کرے گا جو اس کی مدد کریں گے اللہ بڑا طاقتور اور زبردست ہے۔

اس آیت مجیدہ میں بڑے واضح انداز میں خانقاہوں، گرجوں، معبدوں اور مسجدوں کی حفاظت کا بیان ہو رہا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ ہے جو ان تمام جگہوں کی حفاظت کرتا ہے اگر اللہ ان کی حفاظت نہ فرماتا تو لوگ ان پر حملے کرتے اور عبادت خدا کے مراکز کو تباہ کر دیتے مگر اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرما رہا ہے۔ اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ جہاں بھی اللہ کا ذکر ہو رہا ہے اس عبادتگاہ کو گرایا نہیں جاتا، اسے خراب نہیں کیا جاتا بلکہ اس کی حفاظت کی جاتی ہے۔ انڈیا میں بابری مسجد شہید کی جاتی ہے اس کے رد عمل میں پاکستان میں سیکڑوں مندر گرائے جاتے ہیں یہ رویہ کسی بھی طور پر مذہب کی تعلیمات پر مبنی نہیں ہے۔

قرآن کی غیر مسلموں کو اتحاد کی دعوت

قرآن دنیا میں بسنے والے لوگوں کو ان بنیادوں پر اتحاد کی دعوت دیتا ہے جو مسلمانوں اور ان میں مشترک ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ اہل کتاب سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ[2]

---

[1] -الحج: ٤٠

[2] -آل عمران: ٦٤

کہو، "اے اہل کتاب! آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھیرائیں، اور ہم میں سے کوئی اللہ کے سوا کسی کو اپنا رب نہ بنا لے" اس دعوت کو قبول کرنے سے اگر وہ منہ موڑیں تو صاف کہہ دو کہ گواہ رہو، ہم تو مسلم (صرف خدا کی بندگی واطاعت کرنے والے) ہیں۔

یہاں پر اہل کتاب اور مسلمانوں کے درمیان قدر مشترک کے طور پر توحید اور پرستش پروردگار کو ایک بنیاد بنایا جارہا ہے۔ کیونکہ ادیان ابراہیمیؑ بنیادی طور پر توحید اور خدائے واحد کی پرستش کے ادیان ہیں اس لیے اسی کو قدر بنایا گیا ہے۔ اس سے ایک اہم بات بھی پتہ چلتی ہے کہ قرآن یہ تعلیم دیتا ہے معاشرے میں جب مختلف مذاہب اور مسالک کے لوگ ملکر بیٹھے ہوں تو اس وقت نفاق وافتراق کی باتیں نہیں کرنی چاہیں بلکہ اتحاد ووحدت کی باتیں کرنی چاہیے۔ اس سے بین المذاہب اتفاق رائے پیدا ہوتا ہے جس کا نتیجہ ایک پر امن معاشرہ ہے۔

قرآن اور غیر مسلموں سے مکالمہ

قرآن مجید غور و فکر وتدبر کی دعوت دیتا ہے۔ قرآن ایک ایسے معاشرے کی طرف رہنمائی کرتا ہے جس میں لوگ مل جل کر ایک دوسرے کو جاننے کے لیے مکالمہ کریں۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالی ہے:

وَلَا تُجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ وَقُولُوا آمَنَّا بِالَّذِي أُنزِلَ إِلَيْنَا وَأُنزِلَ إِلَيْكُمْ وَإِلَٰهُنَا وَإِلَٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ[1]

اور اہل کتاب سے بحث نہ کرو مگر عمدہ طریقہ سے، سوائے اُن لوگوں کے جو اُن میں سے ظالم ہوں، اور اُن سے کہو کہ "ہم ایمان لائے ہیں اُس چیز پر بھی جو ہماری طرف بھیجی گئی ہے اور اُس چیز پر بھی جو تمہاری طرف بھیجی گئی تھی، ہمارا خدا اور تمہارا خدا ایک ہی ہے اور ہم اُسی کے مسلم (فرماں بردار) ہیں۔

[1] -العنكبوت: ٤٦

فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِن بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنفُسَنَا وَأَنفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَل لَّعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ[1]

اس لئے جو شخص آپ کے پاس اس علم کے آجانے کے بعد بھی آپ سے اس میں جھگڑے تو آپ کہہ دیں کہ آؤ ہم تم اپنے اپنے فرزندوں کو اور ہم تم اپنی اپنی عورتوں کو اور ہم تم خاص اپنی اپنی جانوں کو بلالیں، پھر ہم عاجزی کے ساتھ التجا کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت کریں۔

ان دونوں آیات مجیدہ سے یہ نتائج سامنے آتے ہیں:

۱۔ جب غیر مسلموں سے بات چیت کرو تو تمہارا انداز عمدہ ہونا چاہیے۔

۲۔ دورانِ گفتگو مشترکات پر زیادہ بات کرو جیسا کہ آیت میں کہا گیا ہم تم پر نازل شدہ کتاب اور تمہارا خدا پر ایمان رکھتے ہیں۔ ان الفاظ پر غور کیا جائے تو ایک اپنائیت موجود ہے۔

۳۔ دوسری آیت سے پتہ چلتا ہے کہ جب آپ مکالمہ کرلیں اور کوئی فیصلہ نہ ہو تو اس وقت لڑائی جھگڑا نہیں کرنا بلکہ جھوٹے پر اللہ کی لعنت کر کے فیصلے کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دینا چاہیے۔

قرآن اور اہل کتاب

قرآن مجید نے غیر مسلموں کی قسمیں کی ہیں ۱۔ کفار ۲۔ اہل کتاب۔ اہل کتاب مسلمانوں کے عقائد کے لحاظ سے بہت قریب تھے اس لیے ان کے ساتھ بہتر معاشرتی تعلقات کی تاکید کی ہے اہل کتاب کو مخاطب کر کے ارشاد باری ہے:

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِّمَّا كُنتُمْ تُخْفُونَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَعْفُو عَن كَثِيرٍ قَدْ جَاءَكُم مِّنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ[2]

اے اہل کتاب! یقیناً تمہارے پاس ہمارا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) آچکا جو تمہارے سامنے کتاب اللہ کی بکثرت ایسی باتیں ظاہر کر رہا ہے جنہیں تم چھپا رہے تھے اور بہت

[1] ۔آل عمران: ۶۱

[2] ۔المائدہ: ۱۵

سی باتوں سے در گزر کرتا ہے، تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور اور واضح کتاب آچکی ہے۔

لَيْسُوا سَوَاءً مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ أُمَّةٌ قَائِمَةٌ يَتْلُونَ آيَاتِ اللَّهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُونَ[1]

یہ سارے کے سارے یکساں نہیں بلکہ ان اہل کتاب میں ایک جماعت (حق پر) قائم رہنے والی بھی ہے جو راتوں کے وقت بھی کلام اللہ کی تلاوت کرتے ہیں اور سجدے بھی کرتے ہیں۔

ان آیات سے ظاہر ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ان باتوں کو معاشرے میں عام کیا تھا جن کو مفادات کے پیش نظر اہل کتاب بیان نہیں کرتے تھے۔اس میں بھی ان کو یہ بات باور کرائی جارہی ہے کہ دیکھو یہ کوئی نیا پیغام نہیں ہے بلکہ یہ وہی پیغام ہے جو تمہارے پاس موجود ہے اور تم اسے چھپاتے ہو۔دوسری آیت مجیدہ میں ان اہل کتاب کی توصیف بیان ہو رہی ہے جو اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔عبادت خدا کو ایک مشترک عمل کے طور پر باہمی وحدت کے لیے ذکر کیا جارہا ہے۔

اہل کتاب کے ساتھ اچھے معاشرتی تعلقات کے لیے کچھ ایسے خاص کام ذکر کیے جارہے ہیں جو کفار کے ساتھ تو درست نہ تھے مگر اہل کتاب کے ساتھ انہیں جائز قرار دیا جارہا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الْيَوْمَ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ وَلَا مُتَّخِذِي أَخْدَانٍ[2]

کل پاکیزہ چیزیں آج تمہارے لئے حلال کی گئیں اور اہل کتاب کا ذبیحہ تمہارے لئے حلال ہے اور تمہارا ذبیحہ ان کے لئے حلال ہے، اور پاک دامن مسلمان عورتیں اور جو لوگ تم سے پہلے کتاب دیئے گئے ہیں ان کی پاک دامن عورتیں بھی حلال ہیں جب کہ تم ان کے مہر ادا کرو، اس طرح کہ تم ان سے باقاعدہ نکاح کرو یہ نہیں کہ علانیہ زنا کرو یا پوشیدہ بدکاری کرو۔

[1] ۔آل عمران:۱۱۳

[2] ۔المائدہ :۵

اس آیت مجیدہ میں دو معاشرتی امور میں اہل کتاب سے تعلق جوڑے کی بات کی جارہی ہے:

۱۔ مسلمان اہل کتاب کا ذبیحہ کھا سکتے ہیں۔

۲۔ مسلمان اہل کتاب خواتین سے عقد کر سکتے ہیں۔

ان دونوں باتوں پر غور کیا جائے تو پتہ چلے گا کہ قرآن ایک معاشرے کے قیام کا تقاضا کرتا ہے جس میں حرام نہ کھایا جارہا ہو اور نہ ہی زنا کیا جارہا ہے۔ اسلام حلال کھانے اور عزت و پاکدامنی کو ایک بنیادی قدر کے طور پر تسلیم کرتا ہے۔ اہل کتاب اللہ کا نام لیکر ذبح کرتے ہیں اور اسی طرح خواتین پاکدامنی کا خیال رکھتی ہیں تو قرآن نے حکم دیا کہ حلال کھانا اور پاکدامن سے عقد درست ہے۔

قرآن اور کفار

قرآن مجید نے سب سے بڑا جرم شرک کو قرار دیا ہے اور اس پر سخت وعید بھی آئی ہے۔ اس کے باوجود کفار کو ایک حقیقت کے طور پر تسلیم کیا ہے۔ قرآن مجید کا پورا سورہ کافرون اسی بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

> قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ، لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ، وَلَا أَنتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ، وَلَا أَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدتُّمْ ، وَلَا أَنتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ ، لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ[1]
>
> آپ کہہ دیجئے کہ اے کافرو! نہ میں عبادت کرتا ہوں اس کی جس کی تم عبادت کرتے ہو۔ نہ تم عبادت کرنے والے ہو اس کی جس کی میں عبادت کرتا ہوں اور نہ میں عبادت کروں گا جس کی تم عبادت کرتے ہو اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کر رہا ہوں۔ تمہارے لئے تمہارا دین ہے اور میرے لئے میرا دین ہے۔

یہ سورہ مندرجہ ذیل نکات کی طرف رہنمائی کرتی ہے:

۱۔ کفار اور مسلمانوں میں بڑا فرق یہ ہے کہ مسلمان خدا کی عبادت کرتے ہیں اور کفار اس کی عبادت نہیں کرتے۔

[1] ۔الکافرون: ۱ – ٦

۲۔ مسلمان ان کی عبادت نہیں کرتے جن کی عبادت کفار کرتے ہیں۔

۳۔ فیصلہ یہ ہے کہ تمہارے لیے تمہارے دین ہمارے لیے ہمارا دین۔

یہ پر امن بقائے باہمی کا بہترین ذریعہ ہے کہ لڑائی جھگڑوں اور فسادات سے بچنے کے لیے یہ طے کر لیا جائے کہ تمہارے لیے تمہارا دین ہے اور ہمارے لیے ہمارا دین ہے۔ تم اپنے دین پر عمل کرو اور ہم اپنے دین پر عمل کریں گے۔ اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ انسانی معاشرہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار نہیں ہوتا۔ امن قائم رہتا ہے اور قرآنی معاشرے میں امن ایک اہم قدر کے طور پر مانا جاتا ہے۔

غیر مسلموں کے لیے معافی

غیر مسلموں کے لیے عفو و درگزر کا معاملہ کیا جاتا ہے۔ دعوت میں عفو و درگزر ایک اہم عامل کی حیثیت رکھتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی یہ سیرت تھی کہ آپؐ غیر مسلموں سے درگزر کا معاملہ کرتے تھے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِّمَّا كُنتُمْ تُخْفُونَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَعْفُو عَن كَثِيرٍ[1]

اے اہل کتاب! یقیناً تمہارے پاس ہمارا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) آ چکا جو تمہارے سامنے کتاب اللہ کی بکثرت ایسی باتیں ظاہر کر رہا ہے جنہیں تم چھپا رہے تھے اور بہت سی باتوں سے درگزر کرتا ہے۔

اس آیت مجیدہ میں نبی اکرم ﷺ کی یہ صفت بیان ہوئی ہے کہ آپؐ کفار کی بہت سی باتوں کو جاننے کے باوجود ان سے درگزر کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ کا یہ بہت ہی واضح پہلو ہے کہ آپؐ کفار کو معاف کر دیتے تھے۔ فتح مکہ کے موقع پر جب سب لوگ آپؐ کے سامنے سر جھکائے کھڑے تھے تو آپؐ نے فرمایا تھا کہ میں وہی کہوں گا جو میرے بھائی یوسفؑ نے کہا تھا اور قرآن کی اس آیت کی تلاوت کی جس میں حضرت یوسفؑ کے اپنے بھائیوں کو معاف کرنے کا واقعہ بیان ہوا ہے:

قَالَ لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ[2]

جواب دیا آج تم پر کوئی ملامت نہیں ہے۔

---

[1] ۔المائدہ:۱۵

[2] الیوسف:۹۲

اس کے ساتھ ہی آپ ؐ نے سب کو معاف کر دیا اور اس سے پہلے آپؐ اعلان فرما چکے تھے:

مَنْ دَخَلَ دَارَ اَبِي سُفْيَانَ فَهُوَ آمِنٌ، وَمَنْ اَلْقَى السِّلَاحَ فَهُوَ آمِنٌ، وَمَنْ اَغْلَقَ بَابَهُ فَهُوَ آمِنٌ[1]

جو شخص ابو سفیان کے گھر میں داخل ہو جائے گا اُسے امان ہے، جو شخص ہتھیار پھینک دے اُسے امان ہے اور جو شخص اپنے گھر کے دروازے بند کر لے اُسے بھی امان ہے۔

غیر مسلموں کا اکرام

قرآن مجید معاشرے میں تمام نوع انسانی کی عزت و اکرام کا حکم دیتا ہے۔ شخصی طور پر احترام متوازن شخصیت کو جنم دیتا ہے۔ احترام پر مبنی معاشرہ ایک خوبصورت معاشرہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ[2]

یقیناً ہم نے اولاد آدم کو بڑی عزت دی۔

اس آیت میں تمام اولاد آدمؑ کی عزت کی بات کی گئی ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے عزت دی ہے تمام مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ اسے عزت دیں۔ غیر مسلم چاہے جس مذہب کو ماننے والا ہو وہ اولاد آدمؑ ہے اس لیے ان کا اکرام ضروری ہے۔

حبشہ کے کچھ لوگ آپؐ کے پاس آئے تو آپؐ نے ان کا بہت اکرام کیا جب صحابہ نے پوچھا تو آپؐ نے فرمایا:

انهم كانوا الا صحابنا مكرمين و انى احب ان اكافئهم[3]

ان لوگوں نے میرے صحابہ کا اپنے پاس بہت اکرام کیا میں اس کا بدلہ دینا چاہتا ہوں۔

---

[1] - مسلم، الصحيح، كتاب الجهاد والسير، باب فتح مكة، ٣: ١٤٠٧، رقم: ١٧٨٠

[2] -الاسراء: ٧٠

[3] ۔اسد سلیم شیخ، رسول اللہ ﷺ کی خارجہ پالیسی، سنگ میل پبلیکیشنز، لاہور ۱۹۹۲، ص ۱۷۱

غیر مسلموں سے عدل کا حکم

اسلام عدل و انصاف کا دین ہے۔ قرآن اور نبی مکرم ﷺ نے تمام انسانوں کے لیے عدالت پر مبنی نظام دیا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

لَّا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُم مِّن دِيَارِكُمْ أَن تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ[1]

جن لوگوں نے تم سے دین کے بارے میں لڑائی نہیں لڑی اور تمہیں جلاوطن نہیں کیا ان کے ساتھ سلوک واحسان کرنے اور منصفانہ بھلے برتاؤ کرنے سے اللہ تعالیٰ تمہیں نہیں روکتا، بلکہ اللہ تعالیٰ تو انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

یہاں اللہ تعالیٰ ظالموں کے علاوہ تمام لوگوں سے انصاف اور احسان کرنے کا حکم دے رہا ہے۔ معاشرہ عدل کے بغیر قائم نہیں رہ سکتا اور احسان معاشرے کی اخلاقی اقدار کو بام عروج تک پہنچاتے ہیں۔ اس آیت میں عدل واحسان کا حکم دے کر ایک مثالی معاشرے کی بات کی ہے۔

ایک اہم بات یہ ہے کہ غیر مسلم کسی دوسری جگہ مسلمانوں پر ظلم کر رہے ہیں تو کیا ہم اپنے ہاں موجود غیر مسلموں کو کوئی نقصان پہنچا سکتے ہیں؟ ہمارے معاشرے میں غیر مسلموں کے ساتھ ہونے والے ناروا سلوک کی ایک وجہ یہ ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ[2]

اے ایمان والو! تم اللہ کی خاطر حق پر قائم ہو جاؤ، راستی اور انصاف کے ساتھ گواہی دینے والے بن جاؤ، کسی قوم کی عداوت تمہیں خلاف عدل پر آمادہ نہ کر دے، عدل کیا کرو جو پرہیز گاری کے زیادہ قریب ہے۔

ایک دوسری آیت میں ارشاد باری ہوتا ہے:

[1] -الممتحنة:٨

[2] -المائدہ:٨

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُم بَيْنَ النَّاسِ أَن تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ[1]

اللہ تعالیٰ تمہیں تاکیدی حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں انہیں پہنچاؤ! اور جب لوگوں کا فیصلہ کرو تو عدل وانصاف سے فیصلہ کرو!

ان آیات میں مندرجہ ذیل امور کی طرف رہنمائی کی گئی ہے:

۱۔سچ اور انصاف کا حکم ہے۔

۲۔دشمنی بھی عدل سے مانع نہ ہو۔

۳۔امانتیں واپس کرنی ہے اور قاضی جب بھی فیصلہ کرے تو انصاف سے کرے۔

اس سے یہ پتہ چلا کہ اگر کسی مذہب سے تعلق رکھنے والے کسی بھی جگہ پر مسلمانوں پر ظلم کر رہے ہیں تو ہم عدالت کو مد نظر رکھیں گے اور ان پر ظلم نہیں کریں گے کیونکہ یہ لوگ اس ظلم کے ذمہ دار نہیں ہیں۔اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو قاضی کا کام ہے اسے عدل کے مطابق فیصلہ کرتے ہوئے سزا دے۔

غیر مسلموں کی مالی مدد

معاشرہ ہر طرح کے لوگوں پر مشتمل ہوتا ہے۔اس میں امیر غریب ہر طرح کے لوگ ہوتے ہیں۔غیر مسلموں کی بڑی تعداد بھی پسماندہ طبقے سے تعلق رکھتی ہے۔اسلام نے ان لوگوں کی مدد کرنے کا حکم دیا ہے۔اس سے ان کے دلوں میں اسلام کے بارے میں موجود غلط فہمیاں دور ہوتی ہیں اور لوگ اسلام کے قریب آتے ہیں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ[2]

صدقے صرف فقیروں کے لئے ہیں اور مسکینوں کے لئے اور ان کے وصول کرنے والوں کے لئے اور ان کے لئے جن کے دل پرچائے جاتے ہوں اور گردن چھڑانے

[1] -النسا: ۵۸

[2] -التوبہ: ۶۰

میں اور قرض داروں کے لئے اور اللہ کی راہ میں اور راہرو مسافروں کے لئے، فرض ہے اللہ کی طرف سے، اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔

مؤلفۃ القلوب غیر مسلم ہوتے ہیں۔ انہیں صدقات اور زکوۃ سے مال دینے کا حکم دیا جارہا ہے۔ اس سے معاشرہ میں موجود دیگر مذاہب کے لوگ اسلام کے بہت قریب آتے ہیں اور ان کے فقیر لوگوں کی مدد ہو جاتی ہے۔ اسلام غیر مسلم فقیروں کا مددگار ہے اور قرآن اسی کا حکم دیتا ہے۔

غیر مسلموں کے مال و جان کا تحفظ

جان و مال کا تحفظ بنیادی انسانی معاملہ ہے۔ جب بھی کوئی معاشرہ قائم ہوتا ہے تو اس میں جن بنیادی چیزوں کی ضمانت دی جاتی ہے ان میں سے اہم ترین جان و مال ہیں۔ جان و مال کا تحفظ ہوگا تو کوئی معاشرہ معاشرہ بنے گا۔ انسانی جان کی حرمت کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

مِنْ أَجْلِ ذَٰلِكَ كَتَبْنَا عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنَّهُ مَن قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا[1]

اسی وجہ سے بنی اسرائیل پر ہم نے یہ فرمان لکھ دیا تھا کہ "جس نے کسی انسان کو خون کے بدلے یا زمین میں فساد پھیلانے کے سوا کسی اور وجہ سے قتل کیا اس نے گویا تمام انسانوں کو قتل کر دیا اور جس نے کسی کی جان بچائی اُس نے گویا تمام انسانوں کو زندگی بخش دی."

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ[2]

قتل نفس کا ارتکاب نہ کرو جسے اللہ نے حرام کیا ہے مگر حق کے ساتھ۔

وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِّنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ[3]

[1] -المائدة: ۳۲
[2] -الاسرا: ۳۳
[3] -البقرة: ۱۸۸

اور تم لوگ نہ تو آپس میں ایک دوسرے کے مال ناروا طریقہ سے کھاؤ اور نہ حاکموں کے آگے ان کو اس غرض کے لیے پیش کرو کہ تمہیں دوسروں کے مال کا کوئی حصہ قصداً ظالمانہ طریقے سے کھانے کا موقع مل جائے۔

ان آیات سے مندرجہ ذیل نکات سامنے آتے ہیں:

۱۔ کسی بھی انسانی جان کا بلاوجہ قتل پوری انسانیت کا قتل ہے۔

۲۔ کسی بھی انسان کو قتل کرنا حرام ہے۔

۳۔ کسی بھی انسان کا مال ظلم و جبر سے لینا حرام ہے۔

ان آیات نے واضح طور پر تمام انسانوں کو مال و جان کا تحفظ دیا ہے۔ انسانی جان کی اہمیت تھی کہ قرآن نے ایک انسان کے قتل کو پوری انسانیت کا قتل کہا ہے اور ایک انسان کی جان بچانے کو پوری انسانیت کو زندگی دینے سے تعبیر کیا ہے۔ کسی بھی انسان کے مال کو ناجائز طریقے سے حاصل کرنے کو حرام قرار دے کر تمام انسانوں کے مالی مفادات کا تحفظ کیا ہے۔ قرآنی معاشرہ وہ ہے جس میں غیر مسلموں کے مال و جان کو تحفظ حاصل ہوتا ہے۔ حدیث نے قرآن مجید کے ان احکام کی عملی تفسیر کا کام کیا ہے۔ آپؐ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا تھا:

إِنَّ دِمَاءَ كُمْ وَامْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ، كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا، فِي شَهْرِكُمْ هَذَا، فِي بَلَدِكُمْ هَذَا، إِلَى يَوْمِ تَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ.[1]

"بے شک تمہارے خون اور تمہارے مال اور تمہاری عزتیں تم پر اسی طرح حرام ہیں جیسے تمہارے اِس دن کی حرمت تمہارے اِس مہینے میں اور تمہارے اِس شہر میں (مقرر کی گئی) ہے. یہاں تک کہ تم اپنے رب سے ملوگے."

غیر مسلموں کی توہین اور قرآن

اسلام اخلاق کا دین ہے، اسلام عزت کا دین ہے۔ اسلام نے بہت سے امور کو فقط اس لیے حرام قرار دیا کہ وہ اعمال انسانی شرف کے خلاف تھے۔ قرآن کسی بھی انسان کے عزت کے تحفظ کو بیان کرتے ہوئے کہتا ہے:

وَلَا تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ[1]

[1] - بخاري، الصحيح، كتاب الحج، باب الخطبة ايام منى، ۲: ۴۲۰، رقم: ۱۴۵۴

اور آپس میں ایک دوسرے کو عیب نہ لگاؤ اور نہ کسی کو برے لقب دو۔

قرآن مجید میں ایک دوسری جگہ ارشاد ہے:

وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ[2]

اور بھید نہ ٹٹولا کرو اور نہ تم میں سے کوئی کسی کی غیبت کرے۔ کیا تم میں سے کوئی بھی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے؟ تم کو اس سے گھن آئے گی۔

ان آیات مجیدہ میں کسی بھی انسان پر عیب لگانے، اس کو برے نام سے یاد کرنے، بھید میں لگے رہنے اور غیبت کرنے سے روکا گیا ہے۔ یہ برے ناموں سے پکارنا اور توہین کرنا اسلام میں حرام ہے اور اس میں کوئی فرق نہیں کہ جس کی توہین کی جا رہی ہے وہ کس مذہب سے تعلق رکھتا ہے۔

اَلَا مَنْ ظَلَمَ مُعَاهِدًا، اَوِ انْتَقَصَهُ، اَوْ كَلَّفَهُ فَوْقَ طَاقَتِهِ، اَوْ اَخَذَ مِنْهُ شَيْئًا بِغَيْرِ طِيْبِ نَفْسٍ، فَاَنَا حَجِيْجُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.[3]

خبردار! جس نے کسی غیر مسلم شہری پر ظلم کیا یا اُس کا حق مارا یا اس پر اس کی طاقت سے بڑھ کر بوجھ ڈالا یا اُس کی دلی رضامندی کے بغیر کوئی چیز اُس سے چھین لی تو قیامت کے دن میں اُس کی طرف سے جھگڑا کروں گا۔

غیر مسلموں کو عبادت کی آزادی اور قرآن

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے غیر مسلموں کو ان کے طریقے کے مطابق عبادت کرنے کی آزادی دی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

قُلِ اللَّهَ أَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهُ دِينِي ،فَاعْبُدُوا مَا شِئْتُم مِّن دُونِهِ[4]

---

[1] -الحجرات: ١١

[2] -الحجرات: ١٢

[3] -ابوداود،السنس،کتاب الخراج،و الفی الامارة،باب فی تغشیر اهل الذمة اذا اختلفوا بالتجارات،ج٣ ص ١٧٠ رقم الحدیث: ٣٠٥٢

[4] -الزمر: ١٥

کہہ دو کہ میں تو اپنے دین کو اللہ کے لیے خالص کر کے اُسی کی بندگی کروں گا۔ تم اس کے سوا جس کی چاہو عبادت کرتے رہو۔

وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا وَلَيَنصُرَنَّ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ[1]

یہ وہ ہیں جنہیں ناحق اپنے گھروں سے نکالا گیا، صرف ان کے اس قول پر کہ ہمارا پروردگار فقط اللہ ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو آپس میں ایک دوسرے سے نہ ہٹاتا رہتا تو عبادت خانے اور گرجے اور مسجدیں اور یہودیوں کے معبد اور وہ مسجدیں بھی ڈھا دی جاتیں جہاں اللہ کا نام بہ کثرت لیا جاتا ہے۔ جو اللہ کی مدد کرے گا اللہ بھی ضرور اس کی مدد کرے گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ بڑی قوتوں والا بڑے غلبے والا ہے۔

ان آیات مجیدہ میں واضح طور پر دوسرے مذاہب کے لوگوں کے حقِ عبادت کو تسلیم کیا جا رہا ہے اور دوسری آیت میں تو بہت واضح انداز میں نام لیکر یہ بتادیا گیا کہ گرجوں، مسجدوں، اور معبدوں میں اللہ کا نام لیا جارہا ہے اور ان کی حفاظت اللہ کر رہا ہے کیونکہ اگر وہ اس کی حفاظت نہ کرے تو لوگ ان کو خراب کر دیں گے۔

غیر مسلموں سے معاہدے کی پاسداری

قرآن غیر مسلموں سے کیے گئے معاہدوں کی پاسداری کا حکم دیتا ہے۔ عہد کی اسلام میں بڑی اہمیت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدتُّم مِّنَ الْمُشْرِكِينَ ثُمَّ لَمْ يَنقُصُوكُمْ شَيْئًا وَلَمْ يُظَاهِرُوا عَلَيْكُمْ أَحَدًا فَأَتِمُّوا إِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ إِلَىٰ مُدَّتِهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ[2]

بجز ان مشرکوں کے جن سے تمہارا معاہدہ ہو چکا ہے اور انہوں نے تمہیں ذرا سا بھی نقصان نہیں پہنچایا نہ کسی کی تمہارے خلاف مدد کی ہے تو تم بھی ان کے معاہدے کی مدت ان کے ساتھ پوری کرو، اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے۔

[1] -الحج: ۴۰
[2] -التوبہ: ۴

اس آیت میں واضح طور پر کہا جارہا ہے کہ جب غیر مسلموں نے معاہدے کی خلاف ورزی نہیں کی تو ان کے ساتھ معاہدے کی پاسداری کی جائے گی۔قرآنی معاشرہ عہد کا پابند معاشرہ ہے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا جس سے عہد کیا جارہا ہے وہ مسلمان ہو یا مسلمان نہ ہو۔

نتائج

۱۔قرآنی تعلیمات کی روشنی میں غیر مسلموں کے مال و جان محفوظ ہیں۔
۲۔ غیر مسلموں کو مذہب تبدیل کرنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔
۳۔ غیر مسلموں کی شخصی توہین نہیں کی جاسکتی۔
۴۔ غیر مسلموں کی مالی مدد کی جاسکتی ہے۔
۵۔ غیر مسلم اہل کتاب کا ذبیحہ کھاسکتے ہیں ان کی خواتین سے عقد کیا جاسکتا ہے۔
۶۔ غیر مسلموں کی عبادت گاہوں کو نقصان نہیں پہنچایا جاسکتا۔
۷۔ غیر مسلموں اور مسلمانوں میں احسن انداز میں مکالمہ کیا جائے گا۔
۸۔ان کے ساتھ کیے گئے معاہدوں کی پاسداری کی جائے گی۔
۹۔ کسی دوسری جگہ مسلمانوں پر ظلم کرنے والے غیر مسلموں کے جرم کی سزا موجود غیر مسلموں کو نہیں دی جاسکتی۔
۱۰۔ غیر مسلموں کے بارے میں قرآنی تعلیمات کو نصاب کا حصہ بنایا جائے۔
۱۱۔ غیر مسلموں کے حقوق کا قرآنی تصور معاشرے میں سیمینارز اور کانفرنسز کے ذریعے عام کیا جائے۔
۱۲۔ٹی وی چینلز اور تحقیقی مجلات ایسے پروگراموں اور مقالہ جات کی حوصلہ افزائی کریں جو ان موضوعات پر لکھے جائیں۔

منابع

۱. قرآن کریم

۲. ابن كثير، البداية والنهاية ،دارالفكر ،طبع بيروت ١٩٩٦.

۳. ابن حجر الإصابة في تمييز الصحابة ، دار ابن حزم،بيروت

۴. الصالحي الشامي: سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد، تحقيق عادل عبد الموجود وعلي معوض، دار الكتب العلمية – بيروت.

۵. ابوداود،السنس،كتاب الخراج،و الفى الامارة،باب فى تغشير اهل الذمة اذا اختلفوا بالتجارات

۶. بخاري، الصحيح، كتاب الحج، باب الخطبة ايام منى

۷. ابن كثير، أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي البصري ثم الدمشقي ، تفسير القرآن العظيم، دار طيبة للنشر والتوزيع،طبع ثانيه ١٩٩٩ء

۸. https://www.dawn.com/news/1298681 date 25.02.2017 ،Date:04-03-2017،Time:9.30

۹. http://www.bbc.com/urdu/pakistan/2012/03/120301_hindu_girl_conversion_as Date:04-03-2017 Time:2.53

۱۰. اسد سلیم شیخ،رسول اللہ ﷺ کی خارجہ پالیسی،سنگ میل پبلیکیشنز،لاہور ۱۹۹۲